درسِ حدیث (۹) اسلامی مارشل قوانین (۷)

محمود الملة والدّین شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحبؒ جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' کے تحت ہونے والی مجلس ذکر کے بعد ہر اتوار بعد نمازِ مغرب درس حدیث دیا کرتے تھے جن کی ریکارڈنگ جامعہ کے استاذ مفتی محمد فہیم صاحب کرتے تھے، ان دروس کی افادیت کے پیش نظر اِن دروس کو ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرتؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچانے کا اہتمام کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے اس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے، آمین (ادارہ)

بہترین اسلحہ ''قوس''

﴿ افادات : شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحبؒ ﴾

عنوانات و نظرثانی : ڈاکٹر محمد امجد غفرلہٗ

(۱۴؍ جمادی الاوّل ۱۴۳۵ھ / ۱۶؍ مارچ ۲۰۱۴ء)

✿ ✿ ✿

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

امام محمد رحمة اللہ علیہ نے اپنی کتاب اَلسِّیَرُ الکَبِیْر میں ایک باب باندھا ہے بَابُ السِّلَاحِ وَ الْفُرُوْسِیَّةِ جس میں امام محمدؒ حضرت عتبہ بن ابی حکیم رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل فرماتے ہے جس میں ہتھیاروں اور گھڑسواری کا مسلمانوں اور مسلمانوں کی فوجوں کو بتایا ہے کہ ان میں کیا چیز زیادہ اہم ہے ؟ کس چیز میں وہ مہارت حاصل کریں ؟

تو وہ فرماتے ہیں ذَکَرْتُ الْقَوْسَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کہ میں نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قَوْسْ کا ذکر کیا ! آج کی زبان میں قَوْسْ کا مطلب ہے ''راکٹ لانچر'' قَاعِدَةُ الصَّارُوْخ یہ بھی کہہ دیں ! صَارُوْخ میزائل کو کہتے ہیں قَاعِدَةْ اس کے کھڑے ہونے کی جگہ اس کے ثابت ہونے

کے لیے ! پتہ نہیں فوج والے کیا نام لیتے ہوں گے میرے ذہن میں یہ نام آیا کہ اس کو قَاعِدَۃُ الصَّارُوخ بھی کہا جا سکتا ہے، ''لانچنگ پیڈ'' (Launching Pad) جو ہوتا ہے اسے بھی کہہ سکتے ہیں تو لانچنگ پیڈ کا ذکر آیا جس پر راکٹ رکھا جاتا ہے اور پھر اسے داغا جاتا ہے ! اس زمانے میں قَوْس تھی اس کا ذکر ہوا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا مَا سَبَقَھَا سِلَاحٌ قَطُّ اِلٰی خَیْرٍ ''کوئی ہتھیار اس سے بڑھ کر بہتر نہیں ہے'' ! ! رائے دی نبی علیہ السلام نے، یہ نہیں فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں لوگوں کو ''اللہ اللہ'' کرنے کے لیے بتانے آیا ہوں، مجھے دنیا سے کیا غرض ہے ؟ بس ذکر ہو، مصلّٰی ہو، تسبیح ہو، حجرہ ہو، لوٹا ہو، اللہ اللہ ہو ! تم نے یہ کیا ذکر کر دیا میرے پاس دنیا کی باتوں کا، لڑائی جھگڑوں کی باتوں کا ! !

رائے کون دے سکتا ہے ؟

نبی علیہ السلام نے انہیں ایسی بات ارشاد نہیں فرمائی بلکہ آپ نے رائے دی ! رائے وہ آدمی دے سکتا ہے جس کو اس چیز کا سوال کرنے والے سے زیادہ علم ہو ورنہ وہ رائے نہیں دے سکتا ! اب آپ سے اگر کوئی رائے لینے آ جائے کہ فلاں بیماری میں کون سی دوا مفید ہے ؟ تو اس سوال جواب میں دو میں سے ایک آدمی بے وقوف ہے !

ایک تو سوال کرنے والا بے وقوف ہے، وہ آپ سے یہ سوال کیوں کر رہا ہے ؟ یہ تو لائن آپ کی ہے ہی نہیں کیونکہ یہ تو طبی چیز ہے ڈاکٹروں کی ! اور اگر آپ نے جواب دے دیا تو آپ بھی بے وقوف ہو جائیں گے کیونکہ آپ کا تو میدان نہیں ہے، تو جواب کیوں دیا ؟ آپ کہیں کہ بھائی اس کا مجھے نہیں پتا، اس کے بارے میں طبیب سے پوچھو، ڈاکٹر سے پوچھو، حکیم سے پوچھو وہ بتائے گا ! ! میری یہ لائن نہیں ہے ! !

تو اگر ایسی بات ہوتی کہ یہ لائن حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نہ ہوتی ان کا طریقہ نہ ہوتا یا ان کے طریقے کے خلاف ہوتی تو آپ یہ جواب نہ دیتے ! جیسے آپ یہ جواب نہیں دیں گے کہ دوا کیا ہے ! ! اگر جواب دے دیا تو آپ بھی بے وقوف ہیں اس سے بھی زیادہ بے وقوف ہو گئے جس نے آپ سے سوال کیا ! ! کیونکہ اس کو تو ہو سکتا ہے یہ گمان ہو کہ شاید انہیں پتہ ہو تو یہ جواب

دے دیں لیکن ہمیں تو یقین ہے کہ ہماری یہ لائن نہیں ہے، ہم نے تو جواب دے کر اس سے زیادہ حماقت کی ! ہم یہ کہتے کہ ہمیں نہیں پتا، کسی اور سے پوچھ لیں ! !

نبی علیہ السلام کی رائے :

لیکن رسول اللہ ﷺ نے رائے دی، ایسی رائے دی کہ دنیا کی ترقی نے جدت نے چودہ سو سال گزرنے کے باوجود جتنی ترقی ہورہی ہے جتنی اور ہوگی اس میں اس رائے کی اہمیت اور صداقت بڑھتی چلی جارہی ہے کیونکہ آج دنیا میں جس کے پاس زیادہ سے زیادہ دور میزائل مارنے کی طاقت ہے وہی سپر طاقت ہے ! !

اس وقت کے جتنے صحابہ کرام تھے سب فوجی تھے، سپاہی تھے، صوفی تھے، سب صحابی صوفی تھے اور صوفیوں میں سب سے بڑے صوفی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سب کے سردار ہیں کیونکہ آپ نے فرمایا اَنَا اَتْقَاھُمْ وَ اَخْشَاھُمْ میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور اللہ سے خشیت والا ہوں ! ! تو عارف باللہ تو نبی علیہ السلام سب سے زیادہ ہیں ! عالم باللہ، عارف باللہ آپ ہی ہیں، آپ سے ہی آگے فیض چل رہا ہے ! !

اللہ والے کا تصور :

تو یہ جو آج کل ایک تصور قائم ہو گیا ہمارے اندر اللہ والے کا اور بزرگ اور درویش کا، یہ ہمارے اندر بدعتیوں اور رافضیوں سے آگیا ہے کیونکہ وہاں پیری مریدی ایک خاص لبادے میں ہوتی ہے بس ایک پیشے کے طور پر ہوتی ہے مال کمانے، پیسہ کمانے کے لیے، جو بالکل کوئی کام نہ جانتا ہو وہ رومال ڈال کر بیٹھ جائے گا جیسے مراقبہ کر رہا ہے تسبیح ہاتھ میں پکڑ لے گا موٹی، کچھ بھی نہیں آتا ہوگا، دوسرے آدمی کو کسی کے دل کا حال تو پتہ نہیں ہوتا وہ سمجھے گا بڑا بزرگ ہے اور وہ ان چیزوں کے ذریعے یہ کرتا ہے ! تو یہ تصور بدعتیوں اور رافضیوں سے ہم میں آگیا ! !

''تصوف'' کیا ہے ؟

حالانکہ ساری چیزوں سے واقفیت ہونا اور اس واقفیت میں دل کا اللہ سے جڑے رہنا

یہ تصوف ہے ! ہر چیز سے واقف ہو، تجارت سے واقف ہو، زراعت سے واقف ہو، سیاست سے واقف ہو، جہاد سے واقف ہو، اقتصادیات سے واقف ہو، لوگوں کے ضروری مسائل سے واقف ہو، عدالت چلانے کا طریقہ پتہ ہو، حدود کا پتہ ہو، قصاص کا پتہ ہو، دیت جانتا ہو، ساری چیزیں جانتا ہو اوراس کے ساتھ ساتھ تعلق مع اللہ ہو تو یہ ''صوفی'' بڑا اللہ والا ہے ! ! تو ''اللہ والا'' اس کو کہتے ہیں ہم نے اللہ والے کا تصور ایسا بنا لیا کہ جو کچھ بھی نہ جانتا ہو، اسے کچھ بھی نہ پتا ہو اور کہیں بس یہ تو اللہ والے ہیں، ان کو دنیا کا کچھ پتہ نہیں ! !

جب اسے دنیا کا کچھ پتہ ہی نہیں ہے، صرف اللہ ہی والا ہے یہ، تو یہ جنت سے باہر کیوں آیا ؟ وہیں رہتا، وہ تو وہاں کے لیے ہے، جب دنیا میں آ کر اسے لقمہ چبانا آ گیا اور یہ پتہ ہے کہ لقمہ ناک سے نہیں لینا منہ سے لینا ہے، یہاں سے چباؤں گا، پیٹ بھروں گا ! اور یہ کھاؤں گا، یہ نہیں کھاؤں گا ! چرغا لوں گا، مرغا، دنبہ لوں گا، دال نہیں کھاؤں گا، یہ پتہ ہے ان پیشہ ور لوگوں کو تو جب چرغا ہی کھانا تھا دال نہیں کھانی تھی تو پھر جنت میں رہنا چاہیے تھا، باہر کیوں آئے ؟ اور جنت کے بارہ میں آتا ہے کہ ﴿ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْاَعْيُنُ ﴾[1] ﴿ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴾[2] جو گوشت پسند ہوگا وہ ملے گا تو کھانے پینے کے لیے تو جنت ہے ! دنیا کھانے پینے کے لیے نہیں ہے ! !

دنیا دارالتکلیف ہے :

حضرت ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یا اور حضرات جب کمان کے لیے آدمی بھیجتے تھے تو کہتے تھے اس مہم کے لیے ایسا سالار یا ایسے فوجی ڈھونڈو جو زیادہ سے زیادہ بھوک اور پیاس برداشت کر سکتے ہوں ! جنت میں تو کھانا پینا ہی ہے، دنیا میں کھانا پینا نہیں ہے ! دنیا تو دَارُالتَّکْلِیفْ ہے یہاں تو انسان کو مکلّف بنایا ہے، دنیا میں تو تکلیف ہے مشقت ہے جبکہ دنیا داروں نے اور ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ پیری مریدی تو بڑی آرام دہ سیٹ ہوتی ہے اس میں تو بہت مزے آتے ہیں ! ایک آدمی لوٹا لیے کھڑا ہے، ایک آدمی مسواک لیے کھڑا ہے، ایک نے تولیہ پکڑ رکھا ہے، ایک نے جوتے اُٹھا رکھے ہیں،

---

[1] سورۃ الزخرف : ۷۱ [2] سورۃ واقعۃ : ۲۱

ایک ان کو کندھے پر اُٹھانے کے لیے تیار ہے، گاڑی میں بٹھا رہے ہیں تو چار آدمی پکڑ کر بٹھا رہے ہیں، گاڑی سے نکال رہے ہیں تو آٹھ آدمی کھینچ رہے ہیں دو چار اس دروازے سے ، دو چار اس دروازے سے، عیش ہی عیش، مزہ ہی مزہ ہے ! نبی تو ایسے نہیں رہے ! !

اللہ والا کون ہوتا ہے ؟

اللہ والے کا جو تصور ایک معیار ہم نے بنا لیا وہ ہمارے اندر بدعتیوں اور رافضیوں سے ہوتا ہوا دیوبندیوں میں بھی آ گیا ! بھئی، اللہ والا ایسا نہیں ہوتا ! ! اللہ والا وہ ہوتا ہے جو سب کچھ جانتا ہو اور تعلق اللہ کے ساتھ ہو ! !

دو قسم کے طبقے :

جیسے کافر سب کچھ جانتے ہیں لیکن ان کا تعلق اللہ کے ساتھ نہیں ہے، وہ دنیا دار ہو گئے ! اسی طرح کافر کچھ بھی نہیں جانتے لیکن ریاضتیں اپنی خواہش سے کر رہے ہیں جیسے کہ ہندو مندروں میں بیٹھ کر عبادت کر رہے ہیں اسی طرح صوامع گرجا گھروں میں بیٹھ کر یہودی اور عیسائی عبادت میں لگے ہوئے ہیں اور کچھ نہیں کرتے، کہتے ہیں ہم تَارِکُ الدُّنْیَا ہیں تو ایک طبقہ تَارِکُ الدُّنْیَا کا پیدا ہو گیا اور ایک طبقہ خالص مادّی ، دو قسم کے طبقے پیدا ہو گئے تھے ! !

اللہ تعالیٰ نے انبیاء عَلَیْھِمُ السَّلَامْ کو بھیج کر بتایا ہے کہ یہ بھی غلط ہے اور یہ بھی غلط ہے ! بالکل مادّیت پرستی بھی غلط اور بالکل تَارِکُ الدُّنْیَا اور مادے کی نفی کرنا یہ بھی غلط ! کیونکہ اگر مادّہ کی نفی کردے گا تو پھر اپنی بھی نفی کرے گا کیونکہ خون جسم میں دوڑ رہا ہے یہ بھی مادّہ ہے ! یہ گوشت، لوتھڑے یہ بھی مادّہ ہیں ! یہ ہڈیاں بھی مادّہ ہیں، ان ہڈیوں میں لوہا یعنی آئرن بھی ہے، اس میں چونا بھی ہے جسے کیلشیم کہتے ہیں اور اس میں وٹامن بھی ہیں ، اس میں نمکیات کی بے شمار قسمیں ہیں جن کا ہمیں پتا بھی نہیں، ڈاکٹروں نے رٹے لگا رکھے ہیں انہیں پتا ہوتا ہے ! تو خود بھی تو مادّہ ہے پھر اس سے بھی چھٹکارا حاصل کریں، آنکھ مادّی چیز ہے، کان مادّی چیز ہے، ناخن مادّی چیز ہے، سر سے پاؤں تک

مادّہ ہی تو ہے حتی کہ انسان کے جسم میں تانبہ، سیسہ، پیتل ہر چیز کی ایک خاص مقدار حتی کہ سونا بھی ہے، ڈاکٹر کہتے ہیں کہ انسان کے پیشاب بہت قلیل مقدار میں سونا بھی ہوتا ہے ! !

مورار جی دیسائی[1] بھارت کا سابق وزیر اعظم تھا، اسی نوے سال کی عمر تھی پتلا دبلا، بڑا صحت مند تھا، اس نے باقاعدہ انٹرویو میں کہا تھا کہ میں اپنا پیشاب پیتا ہوں اور کہتا تھا یہ آبِ حیات ہے اتنا عمدہ مفید ٹانک ہے صحت کے لیے کہ یہ آبِ حیات ہے ! ایسا بے شرم تھا کہ اس کا اقرار کر رہا ہے جب اس نے کہا تو ہندوستان کی پارلیمنٹ کے اور ممبر جو پیتے تھے بے شرم انہوں نے کہا ہم بھی پیتے ہیں وہ بتاتے نہیں تھے شرم سے ! ! تو یہ بالکل مادّہ پرستی ہے، نہ یہ پتہ کہ یہ صحیح ہے یا غلط ہے یا حرام ہے یا حلال ہے اور بالکل مادّے کی نفی دونوں غلط ہیں ! !

مادّیت اور روحانیت کا حسین امتزاج :

انبیاء علیھم السلام نے آکر بتایا کہ مادّے سے بھی لینا ہے اور عبادت بھی کرنی ہے ! ! دنیا سے اتنا جوڑ رکھنا ہے اور اتنا نہیں رکھنا ! کیونکہ اگر دنیا سے بالکل جوڑ رکھنا ہی نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت سے نکالتے ہی نہ، اس کرہ ارض پر لانے کی ضرورت ہی نہیں تھی یہ تو سارا کرہ مادّیت کا ہے معلوم ہوا تمہارا مادّے سے جوڑ ہے واسطہ پڑے گا، اسے استعمال کیسے کرنا ہے ؟ انبیاء علیھم السلام نے آکر بتایا کہ اتنا مادّہ اور اتنی روحانیت اور وہ اس طرح حاصل ہوگی کہ مادّہ اختیار کرو جیسے وہ کرتے ہیں ویسے اختیار کرو، جیسے وہ میزائل بنا رہے ہیں ویسے ہی تم بناؤ، جیسے وہ راکٹ بنا رہے ہیں ویسے ہی تم بناؤ، جیسے وہ لیبارٹریاں بنا رہے ہیں ویسے ہی تم بناؤ، جیسے وہ ٹینک بنا رہے ہیں ویسے اور جتنے وہ بنا رہے ہیں اس سے زیادہ تم بناؤ ! ! اس کا مطلب ہے کہ ان سے زیادہ تو ہم مادّہ پرست ہو گئے یہ بھی تو کوئی کہہ سکتا ہے ! اگر امریکہ نے ایک ہزار ٹینک بنائے ہیں تو اسلام تو کہتا ہے تم دو ہزار بناؤ

﴿ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ ﴾[1]

---

[1] سورۃ الانفال : ۶۰

انحصار ہمیشہ اللہ کی ذات پر کرنا ہے :

نبی عَلَیْہِ السَّلَامُ فرماتے ہیں کہ جتنے انہوں نے بنائے اس سے زیادہ بناؤ لیکن بھروسہ ہتھیار پر نہیں کرنا، یہ راز بتایا نبی علیہ السلام نے ! یہ کافر میں اور ہم میں فرق آ گیا ! یہاں سے شروع ہو گیا، بھروسہ اللہ کی ذات پر کرنا ہے، راکٹ ان سے زیادہ بناؤ، ان سے اچھے بناؤ، ان سے قیمتی بناؤ، لیکن انحصار اِن پر نہیں کرو گے انحصار اللہ کی ذات پر کرنا ہے ! !

جہاں پر انحصار اللہ کی ذات سے ہٹا اور مادّے پر ہوا وہاں مسلمان کو نقصان ہو جاتا ہے، کافر کو ہوتا بھی ہے نہیں بھی ہوتا، مسلمان کو ہوتا ہی ہوتا ہے چنانچہ ﴿ وَ یَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ ﴾[1] یاد کرو حنین کے غزوے کو اتنا زیادہ مجمع اور اتنی زیادہ فوج پہلے نہیں تھی کسی مجمع میں جتنی نبی علیہ السلام کے پاس اس وقت تھی ! مکہ مکرمہ فتح ہوا رمضان میں اور شوال میں آپ کو حنین کی طرف جانا پڑ گیا کیونکہ وہاں سے ھَوَازِنْ اور ثَقِیْفُ نے مسلمانوں پر حملے کا پروگرام بنالیا تھا تو اس لیے تیاری کرنی پڑی مجبوراً، آپ تشریف لے گئے تو اس میں مدینہ منورہ سے جو صحابہ ساتھ آئے تھے وہ تو تربیت یافتہ اور بہت سمجھدار تھے، دنیاوی اعتبار سے بھی ،فوجی اعتبار سے بھی اور دینی اعتبار سے بھی مکمل تھے لیکن جو مکہ میں آکر ابھی ابھی مسلمان ہوئے تھے ایک دم انقلاب آنے سے، ان کی پوری طرح تربیت تو ابھی نہیں ہوئی، اس میں تو وقت لگتا ہے ان میں جوشیلے نوجوان بھی تھے، بس کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے تھے لیکن پوری طرح تربیت ان کی ابھی نہیں ہوئی تھی ! !

غزوۂ حنین اور قومی غیرت :

جب یہاں خبر آئی کہ ھَوَازِنْ کے لوگ حملہ کر رہے ہیں تو یہاں مکہ والوں میں ایک قومی غیرت پیدا ہوگئی کہ یہ کون ہوتے ہیں ہمارے وطن مکہ پر حملہ کرنے والے ؟ ہم بھی جائیں گے ساتھ چنانچہ جو نوجوان ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ بھی ساتھ ہو گئے اس جوش میں، اسلام کی محبت میں نہیں اپنے قومی تعصب کی وجہ سے، وہ بھی ساتھ ہو گئے، تربیت یافتہ نہیں تھے جوش ہی جوش تھا، ہوش نہیں تھا

---

[1] سورة التوبة : ۲۵

ان میں، ان کی تعداد تقریباً ڈیڑھ دو ہزار ہوگی اب جب قافلہ روانہ ہوا فوج کی طرح، محمد رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں تو یہ جو نوجوان جوشیلے نئے نئے تھے یہ سب سے آگے کہ ہم دیکھیں گے ان کو ! اور انہوں نے زِرہیں بھی نہیں پہنی ہوئی تھیں، دفاعی تیاری جو ضروری تھی وہ بھی نہیں کی اور صحابہ کرامؓ مسلح بھی تھے جو بڑے بڑے تھے پوری طرح تیار تھے اور تعلق مع اللہ بھی قوی تھا دونوں چیزیں تھیں، یہ جو آگے فوج تھی یہ رلی ملی تھی، مخلص بھی تھے، غیر مخلص بھی تھے، کم بھی تھے، زیادہ بھی تھے، کافر بھی تھے، دونوں طرح کے تھے تو ان کو انحصار اس مادّی قوت پر ہو گیا اور انہوں نے یہ کہا کہ آج تعداد کی بنیاد پر ہمیں کوئی شکست نہیں دے سکتا ! یہ دعوٰی کیا انہوں نے ! !

خطرناک جملہ :

نبی علیہ السلام کو جب یہ جملہ پہنچا تو شَقَّ عَلَیْہِ شاق گزرا، بہت گراں گزرا آپ پر ! یہ تو بڑا خطرناک جملہ ہے ! ! اب یہ راز ہے کہ اس میں کیا خطرہ ہے ؟ یہ نبی جانتا ہے، انہوں نے تربیت کی صحابہ کی بتایا کہ یہ خطرناک جملہ ہے ! کیونکہ دو چیزیں ہیں مادّہ اور روح دونوں کو لے کر چلنا ہے، مادّی قوت بھی ہو، تلواریں، نیزیں، زِرہیں، خود، رسول اللہ ﷺ نے خود پہنی، زِرہ بھی پہنی، توکل یہ نہیں ہے کہ ان چیزوں کو چھوڑ دو ! !

''توکل'' کیا ہے ؟

توکل یہ ہے کہ اسباب اختیار کرو، اسباب اختیار کرنے کے بعد بھروسہ اللہ پر کرو کہ اے اللہ یہ زِرہ بھی پہن لی، اے اللہ خود بھی پہن لیا، اے اللہ تلوار بھی لے لی، اے اللہ نیزہ بھی لے لیا، اب میں جا رہا ہوں اب تو میری مدد کر کہ تیری مدد کے بغیر یہ آلات کام نہیں دیں گے ! !

یہ اسباب ہیں، فتح و شکست کا مدار اصل تیرے ارادے پر ہے ! تو یہ دو چیزیں سکھائیں نبیوں نے راز بتایا ہے کہ مادّہ اور روحانیت، مادّہ اور تعلق مع اللہ دونوں کو ساتھ لے کر چلنا ہے کیونکہ تم دنیا میں آئے ہوئے ہو اور جنت سے آئے ہو اور جنت روحانی جگہ ہے اور وہاں واپس بھی جانا ہے تو روحانیت چھوڑ بھی نہیں سکتے اور دنیا میں ہو تو مادّہ بھی نہیں چھوڑ سکتے، ایسے لے کر چلنا ہے، پوری

تیاری کرو لیکن تعلق اللہ کے ساتھ جوڑ لو پھر اللہ کی مدد آئے گی ! چنانچہ ان نوجوانوں نے جوش میں زِرہ بھی نہیں پہنی کہ نہیں نہیں دیکھی جائے گی، زِرہ اور خَود کی ہمیں کیا ضرورت ہے ؟

جیسے ہمارے ہاں کے بے وقوف نوجوان جنہیں ہم کہتے ہیں بھائی موٹر سائیکل چلا رہے ہو ہیلمٹ پہن لو ! کہتے ہیں نہیں نہیں، ہمیں کیا ضرورت ہے ہیلمٹ کی ؟ سبحان اللہ ! بھئی جب خدانخواستہ سر ٹکرائے گا تو موٹر سائیکل نہیں ٹوٹے گی سر ٹوٹے گا، سڑک پر لگے گا تو سڑک نہیں خراب ہوگی یہ سر پھٹ جائے گا لیکن اکڑ میں نہیں پہنتے اور پھر نقصان آپ دیکھتے ہیں کتنا ہو رہا ہے ؟ تو خَود پہننا ہے، لہٰذا ہیلمٹ پہننا ہے لیکن بھروسہ اللہ پر کرنا ہے ! !

ایک واقعہ اور اس کا اثر :

چنانچہ ہمارے ایک عزیز ہیں ان کا آنکھوں دیکھا واقعہ ہے خود انہوں نے دیکھا بندر روڈ پر رہتے تھے اب کراچی چلے گئے ، کہنے لگے میں اپنی موٹر سائیکل لے کر بندر روڈ پر دکانیں ہیں وہاں گیا موٹر سائیکل کو ٹھیک کرانے کے لیے، موٹر سائیکل والے سے ٹھیک کروار ہا تھا تو وہ غم زدہ رو رہا تھا غم سے میں نے پوچھا تمہیں کیا ہوا ؟ کہنے لگا ابھی یہاں سے ایک بڑا ٹرالا گزرا ہے اس کے پاس سے موٹر سائیکل والا جا رہا تھا اس کی تو ہوا ہی اتنی ہوتی ہے کہ گرا دیتی ہے بعض دفعہ، اس کے قریب ذرا سا لگا تو موٹر سائیکل والا لڑھک کے گر گیا، ہیلمٹ اس نے پہنا ہوا تھا، کھڑا ہو گیا بچ گیا، اُٹھا لیکن موٹر سائیکل کچھ خراب ہوئی تو وہ موٹر سائیکل گھسیٹ کر میرے پاس آ گیا، کہنے لگا یہ ذرا ٹھیک کر دو، کیا ہوا ہے ؟ تو میں نے کہا بھئی دو منٹ بیٹھ جاؤ، پانی پی لو، تم موٹر سائیکل سے گرے ہو، دو منٹ بیٹھو سانس لے لو میں ٹھیک کر دوں گا پانی پی لو، ہمارے عزیز کہتے ہیں وہ نوجوان کہنے لگا ٹھیک ہے بچ گیا اللہ نے خیر کر دی ! ایسے اس نے اپنا ہیلمٹ اُتارا، کہتے ہیں جب اس نے اُتارا تو اس کا بھیجا نکل کر اس کی گود میں گر گیا، دماغ سارا، اور ختم ہو گیا تو ایسی چوٹ لگی کہ ٹوٹ پھوٹ بھی ہوئی لیکن وہ جڑی رہی ہیلمٹ کی وجہ سے، جب ہیلمٹ اُتارا تو وہ جوڑ جو ٹوٹ چکے تھے وہ گر گئے اور وہ ختم ! اس دکاندار کے دماغ پر اس کا اثر تھا ! تو انحصار تو اللہ پر کرنا ہے، ہیلمٹ تو پہن لیا لیکن اب بچائے گا اللہ، ہیلمٹ نہیں بچائے گا ! !

﴿ وَ يَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ ﴾[1] تو هَوَازِنْ کے لوگ آگے تھے ڈیڑھ دو ہزار اور وہ بڑے زبردست لڑاکا ماہر نشانہ باز تھے، انہوں نے نبی عَلَيْهِ السَّلَامْ کے پہنچنے سے پہلے ہی سے میدان پر قبضہ کرلیا، اچھی جگہ مورچے بنالیے اور راستے کے دائیں بائیں پہاڑوں پر نشانہ باز بٹھادیے انہیں خبر ہی نہیں ! اب یہ جوشیلے جذباتی آگے چل رہے ہیں دعوے کرتے ہوئے، یوں کردیں گے، یوں کردیں گے، اور وہ چپ بیٹھے ہیں، چھپ گئے جب یہ خاص جگہوں پر آگے پہنچ گئے ان کے گھیرے میں آگئے انہوں نے تیروں کی بارش کی ! اب یہی جو سب سے زیادہ جوش میں تھے سب سے پہلے یہی بھاگے بری طرح پیچھے، بھاگتے تو پیچھے کی طرف ہیں، پیچھے نبی عَلَيْهِ السَّلَامْ اور صحابہ تھے، تو جب اتنے سارے لوگ پیچھے بھاگیں گے تو پچھلے والوں پر بھی اس کا اثر پڑے گا کہ ہوا کیا ہے ؟ ؟

تو بہت زبردست نقصان بھی ہوا اور مسلمان منتشر ہو گئے تھے ایک دفعہ، اللہ نے بعد میں مدد فرمائی اور فتح نصیب ہوئی لیکن پہلی دفعہ نقصان ہوگیا ! قرآن یہی بتا رہا ہے کہ حنین کا دن یاد کرو جس دن تمہیں تمہاری کثرت نے، اتراہٹ نے گھمنڈ میں ڈال دیا کہ آج تو ہم بڑے طاقتور ہیں ﴿ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ﴾ ''کوئی چیز تمہارے کام نہ آسکی، زمین اپنی کشادگی کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی'' سر چھپانے کی جگہ تمہیں نہیں مل رہی تھی، انہوں نے ایسی تیروں کی بارش کی، زِرہیں تو پہنی نہیں تھی خَود بھی نہیں پہنے تھے، وہ تیر سیدھے آکر لگے ! !

انبیاء علیہم السلام دنیا کی قیادت کے لیے آئے ہیں :

تو معلوم ہوا یہ دنیا میں جو ہم آئے ہیں، دنیا کی قیادت کے لیے اللہ نے نبی بھیجے کہ تم نے امت کی دنیا کی قیادت کرنی ہے ! تم مقتدا ہو مقتدی نہیں ہو ! اگر نبی نے آکر مقتدی بننا ہوتا تو پھر مکہ والوں سے جھگڑا ہی نہ ہوتا نبی علیہ السلام کا، وہ (کفارِ مکہ) کیوں اذیتوں پر اُترتے تھے وہ تو اسی لیے ہوئے کہ ہماری تو مونچھ نیچے ہوگئی، ان پر ایمان لائے تو پھر ہماری چودھراہٹ ختم، پھر یہ بڑے بن جائیں گے، یہ بڑے بن گئے تو ان کو سردار ماننا پڑے گا ! تو ایک یہ چیز تھی ! !

[1] سورۃ التوبۃ : ۲۵

تو نبی جو ہوتے ہیں وہ مقتدی بننے کے لیے نہیں آتے ، وہ مقتدا بننے کے لیے آتے ہیں ! اسی لیے نبی کا جو نائب ہے وہ بھی مقتدا بنے گا مقتدی نہیں بنے گا کیونکہ وہ نائب ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ! حضرت محمد رسول اللہ ﷺ قیادت کے لیے آئے تھے، سیاسی قیادت بھی آپ نے کی ،فوجی قیادت بھی آپ نے کی ، جہادی قیادت بھی آپ نے کی ،تجارتی قیادت بھی کی ، زراعت کی قیادت بھی کی ،اس میں زرعی مسائل بتائے کہ اتنی پیداوار پر اتنا عشر ہے اور فلاں پر بیسواں حصہ ہے ! پھر زمینوں کی قسمیں بتائیں ! یہ سب مادّیات ہیں ان کے بارے میں ہمیں اللہ نے نبی کے ذریعے احکامات بتائے ! !

''قوس'' بہترین اسلحہ ہے :

بہرحال آپ نے فرمایا کہ یہ تو سب سے بہترین چیز ہے اور یہ اصول جو آپ نے اشارہ کیا آج تک مانا جاتا ہے ! آپ نے فرمایا اَنَّہٗ اَقْوٰی آلَاتِ الْجِھَادِ جہاد کے آلات میں سب سے قوی آلہ جو ہے وہ یہ ہے قَوْسٌ راکٹ لانچر جس کے ذریعے راکٹ مارتے ہیں فائر کرتے ہیں ،توپ کو بھی کہہ لیں توپ بھی گولہ پھینکتی ہے جتنی دور مار توپ ہوگی تو وہ جدید ہو کر اسی توپ کو راکٹ لانچر کہنے لگے ! !

رسول اللہ ﷺ نے فوج کو اُبھارا ہے :

تو امام محمدؒ فرماتے ہیں فِیْہِ حَثٌّ لِلْغُزَةِ عَلٰی تَعَلُّمِ الرَّمْیِ اس میں رسول اللہ ﷺ نے غازیوں کو اُبھارا ہے، پاکستانی فوج کو اُبھارا ہے، سعودی فوج کو اُبھارا ہے، مسلمان فوجوں کو اُبھارا ہے کہ تم نے جو فائر کی طاقت ہے زیادہ سے زیادہ رینج جس چیز میں ہو، اَپروچ جہاں تک دُور کی ہو، تم نے اس پر محنت کرنی ہے اس میں ترقی کرنی ہے وَفِیْ ذٰلِكَ آثَارٌ مِنْھَا اس میں آثار اور بھی آئے ہیں !

مِنْھَا حَدِیْثُ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ ان ایک حدیث عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ [1] آپ نے فرمایا اس کی تفصیل فرماتے ہوئے

---

[1] سورۃ الانفال : ۶۰

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلَا اَنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْیُ جان لو اصل قوت رَمْیُ فائر کی ہے ! جتنی دُور تم گولا بارود پھینک سکو گے اتنا ہی دشمن تم سے ڈرے گا ! !

تین آدمیوں کو جنت کی خوشخبری :

اس میں یہ بھی آتا ہے کہ نبی عَلَیْهِ السَّلَامُ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةً الْجَنَّةَ اللہ تعالیٰ ایک تیر ایک میزائل ایک راکٹ کے بدلے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کریں گے

(۱) صَانِعَهُ الَّذِیْ یَحْتَسِبُ بِهٖ جو فیکٹری میں بیٹھا ہوا بنا رہا ہے، ہمارے ملک کی اسلحہ بنانے کی فیکٹری واہ کینٹ میں ہے اور بھی جگہ جگہ فیکٹریاں ہیں ! لیکن بشرطیکہ نیت صحیح ہو، مسلمان ہو اور جہاد کی نیت ہو کہ اس کے ذریعے ہم ہندوؤں کو ماریں گے، مرعوب کریں گے، سکھوں کو مرعوب کریں گے، یہود اور عیسائی کو مرعوب کریں گے، یہ نیت جس کی بشرطیکہ ہے، ان میں اگر اندر قادیانی بیٹھا ہوا کام کر رہا ہے تو اسے ثواب نہیں ملے گا ! اگر اس فیکٹری میں قادیانی بیٹھا ہے تو چاہے کیسی اچھی نیت کیوں نہ کرلے اسے کچھ نہیں ملے گا ! تو فرماتے ہیں اس کو بنانے والا جو وہاں بیٹھ کے پرزے جوڑ رہا ہے اس کو رگڑ رہا ہے بنا رہا ہے مشین میں پرزے نکال کر فٹ کر رہا ہے !

(۲) وَمُنَبِّلَهُ اور جو اس میں نَبِلْ لگا رہا ہے ! تیر کے مختلف حصوں کو تیار کر رہا ہے !

(۳) وَالرَّامِیْ بِهٖ[۱] آخر میں جو اسے فائر کرتا ہے !

یہ تینوں جنت میں جائیں گے بشرطیکہ ان کی نیت دین کی خدمت، مسلمانوں کی خدمت، اپنے ملک کا دفاع، یہ جب پیش نظر ہو گا یہ تمام چیزیں یہ تمام نیتیں جہاد کی ہوں گی، جب اس سے کرے گا تو اللہ تعالیٰ ایک تیر ایک میزائل ایک راکٹ کے بدلے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کریں گے ! !

اب یہ مضامین ہمارے فوجیوں کو اور جرنیلوں کو پتہ ہونے چاہئیں ان کے علم میں ہونا چاہیے کہ یہ کچھ آیا ہے، یہ اہمیت رسول اللہ ﷺ نے بتائی ہے اور یہ اہمیت تمام دنیا کی فوج چاہے امریکہ یا برطانیہ کسی کی بھی ہو اِس چیز کو سب مانتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی ! !

---

[۱] سُنن ابوداؤد ح ۲۵۱۳ ، سنن نسائی ح ۳۱۴۶ ، مسند احمد ح ۱۷۳۲۱

تین کھیل جائز ہیں :

اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ کُلُّ لَھْوِ ابْنِ آدَمَ بَاطِلٌ اِلَّا ثَلَاثَۃً آدمی کی تمام لہویات یعنی ابن آدم جو کھیل کرتا ہے گیمیں کرتے ہیں سب باطل ہیں سوائے تین گیموں کے، تین کھیل ایسے ہیں گیمیں جو ہمیں کرنی چاہئیں !

(۱) ارشاد فرمایا تَاْدِیْبُہٗ فَرَسَہٗ اپنے گھوڑے کو ٹرینڈ کرنا تَدْرِیْبٌ ، تربیت دینا تَادِیبٌ آرہا ہے اب تَدْرِیْبٌ بھی بول دیتے ہیں اس کو، تربیت ٹریننگ دینا، گھوڑے کو تربیت دینا لڑائی کی، اس کو اچھا تیار کرنا، مضبوط کرنا، یہ جو کرے گا اس کام میں جو لگے گا اسے چارہ ڈال رہا ہے پھر اس کی جگہ دھو رہا ہے، اسے باندھ رہا ہے، اسے کھول رہا ہے، اس کو اُس نے اپنا کھیل بنایا ہے اور پھر اسے لے کر دوڑتا ہے دو دو تین تین چار چار میل اس پر سواری کرتا ہے اب یہ سب تفریح بھی ہے سیر بھی ہے !! جن دنوں میں جنگ نہیں ہے ان دنوں میں تفریح ہے لیکن یہ تفریح اسے اجرو ثواب دے گی کیونکہ جنگ کے دن میں جہاد کے موقع پر یہ کام آئے گی تو یہ جو اس کی تفریح ہے اس میں اسے اجرو ثواب ملے گا !

(۲) اور ارشاد فرمایا وَمُلَاعَبَتُہٗ اَھْلَہٗ اپنے اہل سے مُلَاعَبَتْ ، مُلَاعَبَتْ بیوی کے ساتھ دل لگی کرنا، ہنسی مذاق کرنا اس میں بھی اجرو ثواب ہے ! یہ جو کھیل ہے یہ کھیل بھی اچھا ہے پسند ہے اس میں بھی اجرو ثواب ملتا ہے !!

(۳) مزید ارشاد فرمایا وَرَمْیُہٗ عَنْ قَوْسِہٖ اپنی قَوْسْ سے، راکٹ لانچر سے فائر کرنا، یہ سیکھنا، فائر کرنا، اس کی تربیت حاصل کرنا ! یہ کھیل بناؤ، یہ تمہاری گیم ہونی چاہیے !!

اللہ ہمارے حکمرانوں کو سمجھ دے کہ اپنی پوری عوام کو یہ فوجی تربیت دیں نیم فوجی بنادیں سب کو پھر دیکھو کتنا تہلکہ مچ جائے گا ہندوستان وغیرہ سب ٹھیک ہو جائیں گے ویسے ہی، انہیں پتا ہوگا کہ ان کو نہ چھیڑنا یہ تو ڈیموؤں کا چھتہ ہے شہد کی مکھیوں کی طرح پیچھے پڑ جائیں گے، دشمن دور سے گزریں گے، قریب سے بھی نہیں گزریں گے بشرطیکہ مسلمان تربیت دیں عورت کو بھی مرد کو بھی ! اور کئی ملکوں میں نیم فوجی تربیت عورتوں کو بھی سکول کالجوں میں دی جارہی ہے، ہمارے ہاں بھی ہونی چاہیے !!

حضرت سعدؓ کی حوصلہ افزائی :

آ گے آ تا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سَعْدٌ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو جب احد کے دن وہ فائرنگ کر رہے تھے بے تحاشہ بہت زبردست صحیح فائر کرتے تھے، ان کے بازو میں اللہ نے خاص قوت دی تھی ! قَوْسْ کھینچ کر ایسے مارتے تھے کہ بیچاری قَوْسْ ہی ٹوٹ جاتی تھی ! ! کئی قَوْسَیْں ٹوٹ گئیں اس دن ان کے ہاتھ سے تو آپ نے جب ان کو دیکھا اس طرح مارتے ہوئے تو آپ نے فرمایا اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ [1] مار میرے ماں باپ تجھ پر قربان ! !

حضرت سَعْدٌ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو یہ فرمایا، ڈانٹا نہیں کہ تو یہ کیا کر رہا ہے ؟ میں نے تجھے اس لیے بھیجا تیرا کام تو تھا مصلے پر بیٹھتا تو تسبیح پڑھتا اللہ اللہ کرتا، بس لوٹا، مصلیٰ، تسبیح، حجرہ یہ ہونا چاہیے تھا، یہ تو کیا کر رہا ہے ؟ تیرے میں اور کافر میں کیا فرق ہے ؟ وہ بھی اسی طرح میزائل مار رہے ہیں تو بھی اسی طرح میزائل مار رہا ہے، یہ کیوں کر رہا ہے ؟ ؟ کیا خفا ہوئے ؟ ؟ نہیں، بلکہ فرمایا ''میرے ماں باپ تجھ پر قربان'' ! ! !

صوفی کی نشانی :

تو معلوم ہوا کہ ''صوفی'' اسے کہتے ہیں ! اسلام میں صوفی، اہل اللہ، درویش، قطب، ابدال اس کو کہیں گے جو صحابہ کے نقش قدم پر چلے گا جو انبیاء عَلَیْھِمُ السَّلَامْ کے طریقے پر چلے گا ! یہ جو معیار بدعتیوں سے ہم نے لے لیا اور رافضیوں سے آ گیا اور مغرب نے پروپیگنڈا کر کے ہاتھ چوم چوم کر، دنیا دار لوگ ہمارے ہاتھ چومتے ہیں ! ! حضرت ! حضرت ! حضرت ! آپ ہمارے آقا حضرت آپ کا یہ کام کہاں ؟ ہم خادم کس لیے ہیں ؟ حضرت آپ اس نرم سے گدے پر بیٹھ جائیں، بس حضرت آپ تو یہیں آرام فرمائیں، بس ہمیں تو آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے، ایسے نہیں کہا ! !

حدیث میں آتا ہے کہ ایک وقت آئے گا صحابی نہیں ہوں گے اور لڑائی کے لیے لشکر جائے گا تو لوگ ڈھونڈیں گے کہ کوئی ایسا آدمی ہے جس نے نبی ﷺ کو دیکھا ہو یعنی صحابی کے پاس آئیں گے

[1] مشکوۃ المصابیح کتاب المناقب باب مناقب العشرۃؓ رقم الحدیث ٦١٢٦

اور اسے ساتھ لے کر جائیں گے اپنے لشکر میں اور اللہ تعالیٰ ان کو اس کی وجہ سے فتح دے دیں گے ! حالانکہ وہ بوڑھے ہو چکے ہوں گے چاہے کچھ بھی نہ کریں لیکن وہ ساتھ جاتے تھے، انہوں نے یہ نہیں کہا کہ آپ تو نہ ہلیں آپ یہیں رہیے بس ہم لڑیں گے، نہیں ساتھ لے جاتے تھے ! !

پھر فرمایا ایسا دور آئے گا کہ لوگ کہیں گے لڑائی میں جانے کے لیے هَلْ رَأٰی مِنْکُمْ رَأٰی اَصْحَابَ النَّبِیِّ ﷺ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ کیا کوئی ایسا ہے جس نے نبی کے صحابی کو دیکھا ہو (یعنی تابعی) اس کو ڈھونڈیں گے پھر پتہ چلے گا ہاں فلاں جگہ ایسا ایک آدمی ہے جس نے کسی صحابی کو دیکھا ہے ! ! تو اس کو اپنے لشکر میں ساتھ لے کر جائیں گے اور اس کی برکت سے اللہ فتح دے دے گا ! !

اور پھر فرمایا کہ ایسا وقت آئے گا کہ لوگ پوچھیں گے کیا کوئی ایسا آدمی ہے جس نے دیکھا ہو ایسے آدمی کو جس نے صحابہ کو دیکھا ہو (یعنی تبع تابعین) ؟ یہ آتا ہے ! پھر پتہ چلے گا ہاں فلاں جگہ ایسا ایک آدمی ہے تو اس کو اپنے لشکر میں ساتھ لے کر جائیں گے پھر فتح ہو جائے گی ! !

تو بوڑھے بھی جاتے تھے، لڑتے تھے جہاد میں ! یہ جو ہوا کہ حضرت آپ یہاں بیٹھ جائیں بس آپ دعا کرتے ہیں ! یہ تو ہمیں اور اس طبقے کو نکال دیا تا کہ یہ نکل جائیں بھول جائیں ! !

تحریکِ قومی اتحاد اور ذوالفقار علی بھٹو :

بھٹو[۱] پتہ ہے کیا کہتا تھا ؟ آپ کو سنا دوں واقعہ اس سے مزید بات سمجھ میں آجائے گی، جس زمانے میں قومی اتحاد کی تحریک چل رہی تھی آپ میں سے اس وقت کوئی پیدا بھی نہیں ہوا ہوگا، اکثریت پیدا نہیں ہوئی ہوگی، اس زمانے میں جب مفتی محمود صاحبؒ[۲] نے قومی اتحاد کی قیادت کی اور تحریک چلی تو بھٹو کے پاس اس زمانے میں کچھ باتیں ہو رہی تھیں کہ معراج کا موقع تھا وہاں پر اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض کی تھیں تو ایسے نبی عَلَیْهِ السَّلَامُ گئے، پھر پانچ کم کیں پھر فرمایا پھر پانچ کم کیں پھر پانچ رہ گئیں تو بھٹو سن رہا تھا تو بھٹو اس تحریک سے بڑا پریشان تھا نا کام ہوا، اسی تحریک کی قیادت میں ....

---

[۱] ذوالفقار علی بھٹو، پاکستان کے نویں وزیرِ اعظم (مدتِ وزارت : ۱۴ر اگست ۱۹۷۳ء تا ۵ر جولائی ۱۹۷۷ء)

[۲] وزیرِ اعلیٰ صوبہ سرحد (مدتِ وزارت : یکم مارچ ۱۹۷۰ء تا ۱۴ر اکتوبر ۱۹۸۰ء)

اس کی حکومت ختم ہوگئی ! اس تحریک میں مفتی محمود صاحبؒ تحریک چلا رہے تھے علماء ہی تھے ! بھٹو نے اپنے ساتھیوں کو کہا نمازیں پچاس ہی رہتیں تو کتنا اچھا ہوتا، یہ مولوی نمازیں پڑھتے رہتے اور ہم سیاست کرتے رہتے ! یہ ہمارے لیے مصیبت بن گئے ہیں، پانچ نمازیں پڑھ کر ہمارے ساتھ شامل ہو گئے تو پچاس ہی رہتیں تو اچھا ہوتا تاکہ یہ نمازوں میں ہی لگے رہتے ! !

تو یہ سوچ ہے اور ہم اس سوچ کو کامیاب بناتے ہیں اور جو ہمیں ہاتھ چوم کر، جوتے اُٹھا کر، قدر کر کے ایک طرف کونے میں بٹھا دیتے ہیں عالم کو، طالب علم کو ! نہیں تمہارا کام تو یہ ہے ! ! وہ اسلام کی جڑ کو کاٹ رہا ہے حقیقت میں، دانستہ کر رہا ہے تو گناہ ملے گا، نادانستہ بیچارہ عقیدت محبت میں کر رہا ہے تو پھر گناہ تو نہیں ملے گا لیکن یاد رکھیں کہ نبی مقتدی بننے کے لیے نہیں آیا، نبی مقتدا بننے کے لیے آیا ہے ؟ ''مقتدا'' ! ! تو نبی کا نائب بھی مقتدا بنے گا ! !

فوجی سرکلر :

بہرحال اس میں آتا ہے کہ انہوں نے خط لکھا اَنْ وَفِّرُوْا الْاَظَافِيْرَ فِیْ اَرْضِ الْعَدُوِّ سرکلر جاری کیا فوج میں، اللہ کرے فوجی سن رہے ہوں تو انہیں اس اسلامی اصول کا پتہ چلے، پتہ تو ہے، جانتے بھی ہیں لیکن جب اسلام کی نیت سے سوچیں گے تو اس سوچ پر عمل پر اور طرح کا ثواب ہوگا اس میں اور طرح کا معاملہ ہوگا ! یہ لکھ کے بھیجا کہ دیکھو جتنے جوان فوجی ہیں ان کے کمانڈر ہیں سب کے لیے کہ جب تم دشمن کی زمین میں جاؤ وہاں پھر رہے ہو دارالحرب میں لڑائی کے لیے پہنچے ہوئے ہو تو اپنے ناخنوں کو بڑھا لینا ! یہاں تو یہ سکھایا جاتا ہے کہ ناخن کاٹو، سکھاتے ہیں، نہیں سکھاتے ؟ ناخن کاٹ لو، ناخن بڑھانا بری بات ہے، ناخن کاٹنے چاہئیں، رکھنا بری بات ہے لیکن یہاں فرما رہے ہیں کہ ناخن بڑھانے ہیں دشمن کی زمین میں ! کیوں ؟ فَاِنَّهَا سِلَاحٌ کیونکہ ناخن ہتھیار ہیں اور وہاں قدم قدم پر ہتھیار کی ضرورت ہے لہٰذا دشمن کی زمین پر جب ہو تو حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ناخنوں کو بڑھانے کا سرکلر جاری کیا، تمام اطراف میں جہاں جہاں حکومت تھی وَهٰذَا مَنْدُوْبٌ اِلَيْهِ یہ ایسی چیز ہے کہ مجاہدین کو اس کی طرف ترغیب دی گئی ہے پسندیدہ کہا گیا ہے کہ اس چیز کو دارالحرب میں اختیار کرو

وَاِنْ کَانَ قَصُّ الْاَظَافِیْرِ مِنَ الْفِطْرَۃِ اگرچہ ناخنوں کو کاٹنا فطرت سے ہے ! کاٹنے ہیں، رکھنے نہیں، گندے بھی نہیں ہونے چاہئیں، کاٹنے ہیں، اگر بڑھ جائیں تو صاف رکھو لیکن دارالحرب میں جب ہوں تو یہ ہتھیار ہے ! !

ناخن ہتھیار بھی ہیں :

لِاَنَّہٗ اِذَا سَقَطَ السِّلَاحُ مِنْ یَدِہٖ وَقَرُبَ الْعَدُوُّ مِنْہُ رُبَّمَا یَتَمَکَّنُ مِنْ دَفْعِہٖ بِاَظَافِیْرِہٖ اس لیے کہ بعض دفعہ ہتھیار ہاتھ سے گر جاتا ہے لڑتے لڑتے یا بھاگ دوڑ میں جلدی میں اور دشمن اتنا قریب ہوتا ہے کہ ہتھیار اٹھانے کی مہلت نہیں ہوتی تو بعض دفعہ اپنے ناخنوں کی مدد سے وہ اپنے آپ کو دشمن سے بچا سکتا ہے اور اس کو قابو کر لیتا ہے اور اس کو زخمی کر دے گا، اس کی گردن میں یہ گھسا دے گا، اس کی آنکھوں میں مار دے گا یوں کر کے، کچھ نہ کچھ، ناک میں یوں گھسا کر کھینچ لے گا نتھنوں کے ساتھ، تو فرمایا یہ ناخن ہتھیار ہیں !

فرماتے ہیں وَھُوَ نَظِیْرُ قَصِّ الشَّوَارِبِ فَاِنَّہٗ سُنَّۃٌ یہ نظیر ہے مونچھیں کاٹنے کی، چھوٹی کرنے کی کیونکہ وہ سنت ہے ! ثُمَّ الْغَازِیْ فِیْ دَارِ الْحَرْبِ مَنْدُوْبٌ اِلٰی اَنْ یُّوَفِّرَ شَارِبَہٗ لیکن غازی کے لیے میدانِ جنگ میں پسند کیا گیا ہے کہ اپنی مونچھوں کو خوب بڑھائے شَارِبٌ لِیَکُوْنَ اَھْیَبَ فِیْ عَیْنِ الْعَدُوِّ تاکہ یہ غازی یہ مجاہد دشمن کی نظر میں بڑی ہیبت ناک چیز بن کر ظاہر ہو، دشمن اسے دیکھ کر بھاگے کہ بھئی یہ تو بڑی چیز ہے، ویسے ہی رعب پڑ جائے اس پر ! اس لیے وہاں پر فرمایا کہ مونچھوں کو بڑھاؤ ! !

اللہ کرے ہمارے جرنیل بھی مونچھیں رکھنے لگ جائیں، مونڈھتے ہیں خوب کس کس کر، صبح اٹھ کر پہلا کام مونچھیں مونڈھنا ہے ! اے اللہ کے بندو تم جرنیل ہو کوئی بریگیڈیر ہے کوئی کچھ اور مونچھیں مونڈھتے ہو بش کی طرح ! اللہ انہیں سمجھ عطا فرمائے اور یہ مونچھیں رکھیں کیونکہ یہ آتا ہے اَنْ یُّوَفِّرَ شَارِبَہٗ لِیَکُوْنَ اَھْیَبَ فِیْ عَیْنِ الْعَدُوِّ فَیَحْصُلَ بِہِ الْاِرْھَابُ [1] اس کی وجہ سے دشمن پر ایک رعب اور دبدبہ حاصل ہوگا ! ! اللہ تعالیٰ سمجھ کی اور عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین !

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

---

[1] شرح کتاب السیر الکبیر باب السلاح و الفروسیۃ ج ۱ ص ۸۰ ، ۸۱